جلد ۴۷ | مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۴۳ء مطابق ۱۴ شہادت ۱۳۲۲ ہش | نمبر ۱۴

میں بستر علالت پر

(۳)

جن جن خیالات کا میں نے گذشتہ نمبر میں اظہار کیا ہے میں ایسے ہی خیالات میں سے گذر رہا تھا۔ کبھی میں اپنے آپ کو آگے جانے کے لئے تیار پاتا۔ اور کبھی میں اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اور کاموں کے نامکمل ہونے کی وجہ سے خدا سے دعا کرتا۔ کہ وہ مجھے ابھی زندگی دے۔ انہی حالات میں سے میں گزر رہا تھا۔ کہ میں نے ایک خواب دیکھا۔ جو حسب ذیل ہے۔

میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑے اسٹیشن پر ہوں۔ اور وہاں سے میں کلکتہ جانے لگا ہوں۔ کلکتہ میل آئی۔ اور اس کے سیکنڈ کلاس میں میں نے اپنا سامان رکھ دیا۔ ابھی گاڑی چلنے میں دیر تھی۔ میں ریلوے اسٹیشن کی بڑی سیڑھی پر جو مختلف پلیٹ فارموں کو ملاتی ہے۔ چڑھ کر ایک طرف گیا۔ آگے جا کر میں نے دیکھا۔ کہ سیڑھی متنوع الفروع ہو گئی ہے۔ اور اسکی ہر ایک سمت سے ہماری جماعت کے بہت سے احباب اس طرح نمودار ہوئے۔ جیسے فوارے سے پانی کے قطرے یکدم نمودار ہو جایا کرتے ہیں۔ وہ لوگ میری طرف بڑھے۔ اور انہوں نے مجھے السلام علیکم کہنا شروع کیا اور مصافحے کرنے لگے۔ ان کے مصافحوں میں اس قدر وقت لگا کہ مجھے نیچے سے گڑگڑاہٹ کی آواز آئی۔ میں نے جھک کر دیکھا۔ تو کلکتہ میل بہت تیزی سے جا رہی تھی۔ مجھے گاڑی کے نکل جانے کا بہت رنج ہوا۔ اور میں نے اپنے دوستوں سے کہا۔ کہ آپ نے اس قدر وقت ضائع کر دیا۔ کہ گاڑی نکل گئی ہے اور مجھے تو بہت ضروری جانا تھا۔ اور سلسلہ کا کام تھا۔ اب میں اگر دو سو روپیہ بھی اسٹیشن ماسٹر کو دوں۔ تو گاڑی اب پلیٹ فارم پر نہیں آسکتی۔ اور میرا بستر ابھی چلا گیا۔

اس کے بعد نظارہ بدل گیا۔ میں نے حضرت میرزا بشیر احمدؐ صاحب قبلہ کو دیکھا۔ اور ان سے گاڑی کے اس طرح نکل جانے کا ذکر کیا۔ وہ مجھے دیکھ کر نہایت شفقت اور محبت بھرے انداز سے مسکراتے ہیں۔ اور انہوں نے مجھے گاڑی کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔ جس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

میں نے خواب کے بعد خیال کیا۔ کہ جب اچھا ہو جاؤں گا۔ تو میں حضرت میرزا بشیر احمدؐ صاحب کو یہ خواب سناؤنگا۔ مجھے اس سے یہ ضرور محسوس ہوا۔ کہ یہ گاڑی تو زندگی کی گاڑی تھی۔ اگر میں اس پر سوار ہو جاتا۔ تو ضرور میری وفات ہو جاتی۔ مگر سلامتی کی پیہم آوازوں نے مجھے بچا لیا۔

اس خواب سے دوسرے دن صبح ۹ بجے کے قریب میرے کان میں حضرت میرزا بشیر احمدؐ صاحب کی آواز پڑی۔ جو کسی سے کہہ رہے تھے۔ کہ اوپر اطلاع کرو۔ کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب آئے ہیں۔ اس آواز نے بجلی کی سی کیفیت میرے اندر پیدا کی۔ میں نے اپنے گھر والوں کو پکارا کہ حضرت میاں صاحب آئے ہیں۔ ان کو جلد اوپر بلاؤ۔ وہ جب اوپر آئے۔ میں اس وقت کے جذبات کو بیان نہیں کر سکتا۔ میں کبھی ان کی علوشان کو دیکھتا۔ اور کبھی اپنی خادمانہ ہستی کو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لخت جگر نبیوں کا چاند۔ آسمانی نوروں میں سے ایک نور میرے گھر پر میری عیادت کو۔ اس چیز نے میرے قلب میں رقت پیدا کر دی۔ ایک خیالات کا سمندر میرے دماغ میں موجزن ہو گیا۔ جو اپنی طوفانی لہروں کے ساتھ مجھے بہائے جانا چاہتا تھا۔ میں اپنے جذبات کو روکتا تھا۔ مگر وہ رک نہ

میری کتاب مرکز احمدیت

لاء کالج کے ایک پروفیسر کی نظر میں

(۱)

جناب ملک عبد القیوم صاحب بار ایٹ لاء پروفیسر لاء کالج لاہور تحریر فرماتے ہیں:۔ محترمی و مکرمی سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ معہ کتاب تاریخ قادیان موصول ہوا۔ بے حد شکریہ۔ اس کتاب کی واقعی ضرورت تھی۔ پروردگار نے آپ جیسے موزون بزرگ سے اسکی تکمیل کرائی۔ میری رائے میں آپ کی سعی کا یہ نتیجہ مستقل تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ امید ہے مزاج گرامی اچھا ہوگا۔

جھانسی کے ایک مخلص احمدیؐ کا محبت بھرا مکتوب

(۲)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت عرفانی سلمہ اللہ آج آپکی کتاب مل گئی۔ جزاکم اللہ۔ میں اس وقت کتاب پڑھتے پڑھتے یہ خط آپکو خوشی میں لکھ رہا ہوں۔ میں نے جب صفحہ ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ تک پڑھا۔ تو بار بار حالات پڑھتے وقت ہنسی نکل نکل گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے احسان یاد آنے لگے۔ کہ جنگل کو پھر منگل کر دیا۔ اور عجیب حکمتوں سے اپنی قدرت قادرانہ کا ثبوت دیا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ سبحان اللہ العظیم۔ جزاکم اللہ آپنے بڑی محنت سے یہ خزانہ جمع فرمایا ہے۔ اور آئندہ نسلوں کے لئے ہدایت کی روشنی جمع کر دی ہے۔ مرحبا۔ صلی علیٰ۔ ثم جزاک اللہ عاجز

خوشخبری ہم نے نہایت مسرت سے اس خبر کو سنا ہے۔ کہ مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم کو حکومت نے رہا کر دیا ہے۔

ملک عبدالرحمٰن صاحب کی گرفتاری

سلسلہ عالیہ احمدیہ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے

(۲)

ہم نے گذشتہ اشاعت میں ملک صاحب کی گرفتاری کے متعلق کچھ روشنی ڈالی تھی۔ آج کی اشاعت میں ہم یہ لکھنا چاہتے ہیں۔ کہ حکومت کے بڑے بڑے عہدہ دار سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظیم الشان خدمات سے بالکل ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں۔ گذشتہ نصف صدی میں سلسلہ احمدیہ اور اس کے افراد کے ذریعہ حکومت کے استحکام میں کس قدر مدد ملی۔ اگر حکومت کے ذمہ دار اراکین اس حقیقت سے پورے طور پر آگاہ ہوں۔ تو وہ کبھی اس قسم کی حرکات کا اقدام نہ کریں۔

سلسلہ احمدیہ نے مسلمان قوم کی ذہنیت کو بدل دیا

مسلمان صدیوں سے اس عقیدہ پر قائم تھے۔ کہ ایک خونی مہدی آئے گا۔ جو تلوار کے ذریعہ سے کفار کا خاتمہ کر دے گا۔ یہ عقیدہ اس قدر راسخ تھا۔ کہ ابتدائے سلطنت برطانیہ میں مسلمان نہ انگریزی زبان سیکھنے کو پسند کرتے تھے اور نہ جدید حکومت کی ملازمت میں آنا۔ چنانچہ یہ حقایق ہیں۔ کہ سر سید نے جب مسلمانوں کو انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ کیا۔ تو مسلمان علماء نے اسے کفر کے فتوے سے حیران کر دیا۔ اور جو لوگ اس طرف متوجہ ہوئے ان کے عزیز و اقارب ان کو کرسٹان کہنے لگتے تھے۔ یہ حالت منافرت کی تھی۔

چنانچہ اس منافرت کا ایک دوسرا رخ ہم کو سوڈان میں نظر آیا

جب سوڈان کے ایک شخص عبداللہ نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو سوڈان کے عرب اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ وہ اپنے گھروں میں یونہی تلواروں کو میان سے نکال کر ہوا میں شوق جہاد میں لہرایا کرتے تھے۔ اور جب جہاد کا طبل بجا۔ اس وقت میدان حشر کی طرح لوگ گھروں سے شوق جہاد سے نکل پڑے۔ مجھے مہدی سوڈانی کی جنگوں کی یہاں تفصیل نہیں دینی۔ مگر اس قدر ضرور کہنا ہے۔ کہ اس عقیدے کی بناء پر سالہا سال تک برطانوی فوجوں کو سوڈان کی سرزمین میں ڈیرے ڈالے پڑے رہنا پڑا۔ اور ہزارہا بندگان خدا قتل ہو گئے۔ ہر وہ مسلمان جو میدان جہاد میں نکلتا تھا۔ اس یقین سے لبریز ہوتا تھا۔ کہ اگر وہ کامیاب ہو گیا۔ تو دنیا میں اسلامی حکومت قائم کرنے کا باعث ہوگا۔ اور اگر مر گیا۔ تو وہ سیدھا جنت میں چلا جائے گا۔ اس عقیدہ کی وجہ سے جو خطرات حکومت کی بنیاد کے استوار ہونے میں لاحق ہو سکتے تھے۔ وہ ظاہر ہیں۔

عالم اسلامی میں سب سے پہلی آواز جو اس عقیدے کے خلاف اٹھائی گئی۔ وہ سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز تھی۔ آپ نے بغیر کسی لومتہ لائم کے اور بغیر کسی خوف و دہل کے۔ اور اس امر کی پروا نہ کرتے ہوئے کہ دنیا کے مسلمان کیا کہیں گے۔ آپ نے جہاد بالسیف کی مخالفت کا اعلان کیا۔ اور فرمایا ؎

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف علماء نے کفر کے فتویٰ کی جو وجوہات قرار دی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ آپ نے جہاد کو حرام قرار دیا۔ مدبرین حکومت ان ایام پر نظر ڈالیں۔ جبکہ یہ عقیدہ عام تھا۔ اور حکومت کی فوجیں کبھی سوڈان میں مہدی کے مقابلہ میں کبھی سمالی لینڈ کے ملا کے مقابلہ میں۔ کبھی آزاد سرحدی علاقہ میں کسی ملا ہڈا جیسی شخصیت کے مقابلہ میں برسر پیکار رہتی تھیں۔ ہندوستانی مسلمان اگرچہ جنگ نہیں کرتے تھے۔ مگر وہ اس دن کے منتظر ضرور رہتے تھے۔ جب جہاد کی آواز دنیا کے کسی کونے میں اٹھے گی۔ اس قسم کی پر خطر وادیوں میں سے حکومت برطانیہ کے سیاستدانوں کو گزرنا پڑتا تھا۔

سلسلہ احمدیہ

نے جہاد بالسیف کے بدلے جہاد بالقلم کی ایک نئی اصطلاح پیدا کی۔ اور اسی خیال کی اشاعت تمام اسلامی ممالک میں ہزارہا کتابوں اور اشتہاروں کے ذریعے سے کی۔ کہ اس وقت تلوار کے جہاد کی ضرورت نہیں۔ ہر وہ شخص جو احمدیت میں داخل ہوتا تھا۔ اس عقیدہ کو قبول کر کے داخل ہوتا تھا۔ اور جب وہ اس عقیدہ کو قبول کر کے احمدیت میں داخل ہو جاتا تو اس پر یہ امر فرض ہو جاتا۔ کہ وہ اس عقیدہ کو دوسرے لوگوں میں بھی پھیلائے۔ اسی طرح ہر سال سینکڑوں نئے مشنری پیدا ہوتے چلے گئے۔ جو لوگوں کے مسموم افکار کو بدلنے کی کوشش کرتے رہے۔

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ احمدیت نے جو خیالات دنیا کے سامنے رکھے۔ دنیا اس سے بہت بڑی حد تک متاثر ہوئی۔ لاکھوں ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے دنیاوی مشکلات کی وجہ سے اگرچہ احمدیت کو قبول نہیں کیا۔ مگر احمدیت کے افکار سے وہ متاثر ہو کر رہے۔ انہوں نے بہت سے غلط خیالات کو چھوڑ کر نئے خیالات کو اپنے اندر بھر لیا۔ ایسے ہی خیالات میں سے ایک عقیدہ خونی مہدی کی آمد کا تھا۔ جو اب مسلمانوں میں سے بالکل مٹ چکا ہے۔ اور روئے زمین کے مسلمانوں میں سے کسی جگہ کے مسلمان بھی اب اس عقیدہ پر اعتقاد نہیں رکھتے۔

ابتداء میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں اور اشتہارات یہ کام کر رہی تھیں۔ احمدی افراد کے خیالات ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہو رہے تھے۔

مگر

۱۸۹۷ء میں اخبار الحکم کے ذریعہ سے باقاعدہ اور منظم صورت میں ان خیالات کی اشاعت ہونے لگی۔ اور اس کے بعد میں آنیوالے زمانے میں سلسلہ کے دوسرے اخبارات اور رسالے بھی اس کام میں شریک ہو گئے۔

اس غلط عقیدہ کو جڑھ سے اکھیڑنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر عربی۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی میں شائع ہو کر دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔ صرف اور صرف اگر حکومت کے مدبرین سلسلہ احمدیہ کے ایک اسی کام پر ہی نظر ڈالیں۔ تو ان کو معلوم ہو سکے گا۔ کہ حکومت کی طاقت اور قوت اور اسلحہ ناریہ جس چیز کو روک نہ سکے۔ اسے جماعت احمدیہ کی قوت تبلیغ و اشاعت نے دنیا سے محو کر کے نہ صرف امن کو قائم کیا۔ بلکہ حکومت کو غیر معمولی استحکام پہنچایا۔

اس چیز کا خمیازہ

ہماری جماعت نے آج تک بھگتا۔ ہندوستان میں ہر وہ تحریک جو ہمارے خلاف مذہبی یا سیاسی رنگ میں اٹھتی ہے۔ اس تحریک کو مضبوط کرنے کے لئے ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ ہم حکومت برطانیہ کے ایجنٹ ہیں۔ اور اپنے ملک و وطن اور قوم کے غدار ہیں۔ یہ چیز صرف ہندوستان میں ہی نہیں پائی جاتی۔ بلکہ ہم جس ملک میں جاتے ہیں۔ ہمارے دشمن وہاں کی حکومت کو ہمارے خلاف یہ کہہ کر بدظن کرتے ہیں۔ کہ ہم حکومت برطانیہ کے ایجنٹ ہیں۔ ایسے واقعات احمدیوں کو یورپ کی سلطنتوں میں اور مشرقی ممالک کی حکومتوں میں یکساں پیش آتے رہے ہیں۔ ان ملکوں کے اخبارات کے فائل اس چیز کے گواہ ہیں۔ اور اسی چیز کے نتیجہ میں ہم کو بیرونی ممالک میں بھی امن نصیب نہیں ہوتا۔

پس

جبکہ ہمارے ایک ایسے کام کی وجہ سے جس سے حکومت برطانیہ کو غیر معمولی فائدہ پہنچا۔ اور ہم اب تک اس کے بدلے میں ہندوستان اور غیر ہندوستان میں نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اور حکومت برطانیہ کے مدبرین اس حقیقت سے آگاہ ہیں۔ تو کیسے تعجب کی بات ہے حکومت ہند یا پنجاب کے ذمہ وار اصحاب اس چیز کو قلب شکور کے ساتھ نہیں دیکھتے۔

تعجب تو اس بات کا ہے

جو شخص جنگ میں چند آدمی بھرتی کرا دیتا ہے۔ وہ تو حکومت کا وفادار خیال کیا جاتا ہے۔ حکام اسکی کرسی نشینی کے لئے سفارشیں کرتے ہیں۔ مربعے دلانے کے لئے سعی کرتے ہیں۔ خطاب دلانے کے لئے ہر ممکن تجویز پر غور کرتے ہیں۔ مگر جو قوم اپنے صرف ایک ہی فعل سے حکومت کے قدموں کو صدیوں کے لئے محفوظ کر دیتی ہے۔ اس کے افراد کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا جائے۔ اور ان کو غدار خیال کیا جائے۔ تو پھر یہ سمجھنا پڑیگا۔ کہ اس حکومت کے اراکین انصاف کو چھوڑ رہے ہیں۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم اس قوم کے ایک فرد ہیں۔ جس کی بے شمار خدمات میں سے ایک خدمت کا تذکرہ ہم نے اوپر کیا ہے۔ ملک صاحب کی گرفتاری میرے نزدیک سلسلہ احمدیہ کی بے لاگ خدمات کے عدم علم کا نتیجہ ہے۔

کاش حکومت کے ذمہ وار حکام سلسلہ احمدیہ کی ان شاندار خدمات کو جانیں۔ جو اس نے ملک کے قیام امن کے لئے ہمیشہ سرانجام دی ہیں۔

اگر ضرورت ہوئی۔ تو آئندہ نمبر میں مزید کچھ لکھیں گے۔

(محمود احمد عرفانی)

مکتوبات احمدیہ

(بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف قادیان)

عرصہ ہوا۔ جناب قاضی محمد عالم صاحب سکنہ کوٹ قاضی ڈاکخانہ لدھے والا ضلع گوجرانوالہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھ مکتوب دفتر تالیف و تصنیف میں بھجوائے تھے۔ جن کی نقل رکھ لی گئی۔ اور اصل انہیں واپس کر دیئے۔ آج الحکم میں انہیں شائع کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ سلسلہ کے لٹریچر میں محفوظ ہو جائیں۔ مگر ان کی نقل سے قبل قاضی صاحب کا اپنا خط نقل کیا جاتا ہے۔ جو انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکھا تھا۔ اور اس کے بعد ایک خط قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم کا نقل کیا جائے گا۔ جو کہ انہوں نے جناب قاضی محمد عالم صاحب کے بارہ میں حضرت اقدس ع کی خدمت بابرکت میں تحریر کیا تھا۔ ان کے بعد حضور علیہ السلام کے خود نوشت یا حضور کی طرف سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے قلم سے لکھے ہوئے مکتوب درج ہوں گے۔ (خاکسار ملک فضل حسین کارکن صیغہ تالیف و تصنیف قادیان)

جناب قاضی محمد عالم صاحب کا عریضہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور

(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی و مولائی جناب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، واضح رائے شریف ہو۔ کہ مبلغ تین روپیہ چار آنہ (۳؍۴) بذریعہ منی آرڈر بتاریخ ۲۴ ستمبر کو ارسال خدمت شریف کئے گئے ہیں۔ انشاء اللہ پہنچ گئے ہوں گے۔ مہربانی کر کے قبول فرما کر جواب سے مسرور فرمائیں۔ حضرت جی۔ یہ غلام کئی سال سے مرض مراق میں گرفتار ہے۔ اور نہایت کمزور و دبلا ہو گیا ہے۔ اور علاوہ ازیں دخل اراضی مربعہ جات کے متعلق ایک سخت ابتلاء آ گیا ہے۔ عاجز تابعدار کے واسطے خاص طور سے دعا فرماویں کہ مولیٰ کریم اس نابکار کو شفا کامل بخش کر ہر ایک ابتلاء سے محفوظ و مامون کریں۔ اور جو کچھ مال و جان مولیٰ کریم نے عطا فرمایا ہوا ہے۔ وہ سب کا سب حضور ع کے سلسلہ کی خدمت میں صرف ہو کر خوشنودی مولیٰ کریم کا باعث ہو۔ حضرت جی۔ میری تمام برادری اور باپ دادا مخالف ہیں۔ قدم قدم پر ابتلا پیش آ جاتا ہے۔ حضور کی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔ خدمتِ دین کے واسطے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہایت درد ہے۔ بلکہ اسی واسطے خواہش تندرستی و زندگی ہے۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے۔ عملی رنگ میں خدمت مالی بجا لا رہا ہوں۔ گو بعض موانعات کے باعث حسب منشا بجا لا نہیں سکتا۔ حضرت جی۔ اس عاجز کے واسطے ضرور بصد ضرور دعا فرماویں۔ کہ مولا کریم حضور کی محبت اور خدمت کی رج رج کر (سیر ہو کر) توفیق دیویں۔ آمین۔ فقط یکم اکتوبر۔ مہربان ضرور بصد ضرور جواب سے سرفرازی بخشیں۔ فقط۔

راقم نیازمند۔ قاضی محمد عالم قاضی کوٹی۔ از کوٹ قاضی ڈاکخانہ گوجرانوالہ یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء۔

(۲) قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم کا خط حضرت اقدس ع کی خدمت میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

بحضور امامنا و حبیبنا بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرضداشت آنکہ۔ کل قاضی محمد عالم صاحب کی جانب سے عاجز کے نام ایک خط آیا ہے۔ حضور کی خدمت میں ہزاراں ہزار تحیہ و سلام کے بعد عرض کرتا ہے۔ کہ مجھ عاجز کو دعائے مخلصانہ سے بھلا نہ دیں۔ حضرت جی یہ محمد عالم اس سلسلہ کا عجیب رنگ کا مخلص نکلا ہے۔ شب و روز تبلیغ میں لگا رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محمد یوسف کا نعم البدل دیا ہے۔ مخالفوں کی اولاد کو ایک ایک کر کے سمجھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسکی زبان میں تاثیر بھی رکھی ہے۔ اور حضور سے ایک عاشقانہ تعلق رکھتا ہے۔ اور موقع خدمت بھی خوب نبھاتا ہے۔ حضور اسکی ترقی محبت کے واسطے ضرور دعا کریں۔ میری طرف الحاح سے دو دو صفحہ خط کے بھر دیتا ہے۔ دوسری عرض یہ ہے۔ کہ اگر فرماویں تذکرۃ الشہادتین بھی اسکو بھیجا جاوے والسلام۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آج بھی محمد عالم کے لئے دعا کی ہے۔ اور پہلے بھی کرتا رہا ہوں۔ ان کو اطلاع دے دیں۔ اور یہ کتاب تذکرۃ الشہادتین حکیم صاحب سے لیکر ان کو بھیج دیں۔ اور لکھ دیں۔ کہ اس کار تبلیغ میں بہت سرگرم رہیں۔ کہ اس سے بہتر اور کوئی طریق قرب الٰہی کا نہیں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی

(۴) حضرت اقدس ع کا مکتوب قاضی محمد عالم صاحب کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط میں نے اول سے آخر تک پڑھا۔ انشاء اللہ القدیر کئی دفعہ دعا کرونگا۔ مجھے کبھی کبھی یاد دلاتے رہیں۔ قاضی ضیاء الدین مرحوم بہت عمدہ آدمی تھے۔ اور قریباً بیس برس سے مجھ سے تعلق محبت رکھتے تھے۔ ان کے فوت ہونے سے مجھے بہت غم ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ میں وہ صفات پیدا کرے۔ اور استقامت عطا فرمائے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی

(۵) حضور علیہ السلام کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

محبی اخویم قاضی محمد عالم صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط معہ مبلغ (معہ روپیہ ۳؍) مجھ کو مل گیا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ میں نے تمام خط پڑھ لیا ہے۔ انشاء اللہ دعا کروں گا۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ اپنے حالات سے یاد دلاتے رہیں۔ تا سلسلہ دعا جاری رہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء

نوٹ۔ سنہ صاف طور پر پڑھا نہیں گیا۔ انگریزی ۶ کے مشابہ ہے۔ نقل مطابق اصل کر دی گئی ہے۔

(۶) ایضاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط میں نے پڑھا انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے لئے دعا کروں گا۔ وقتاً فوقتاً حالات سے اطلاع دیں۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی

(۷) ایضاً

قاضی صاحب کے ایک خط پر حضرت اقدس ع نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو لکھا۔ کہ:۔

"جواب لکھ دیں۔ کہ رقعہ پہنچ گیا ہے۔ دعا کی گئی۔ ضرور جواب لکھ دیں۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی

(۸) اس پر حضرت مفتی صاحب نے اس رقعہ پر لکھ دیا۔ کہ دعا کے متعلق حضرت اقدس ع کی اپنی تحریر ارسال خدمت کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کے واسطے موجب تشفی ہو۔

محمد صادق عفی اللہ عنہ

(۹) حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا خط قاضی محمد عالم صاحب کے نام

آپ کے خط پر حضرت اقدس ع نے اپنے دست مبارک سے چند کلمات لکھ کر عاجز کے پاس برائے تعمیل بھیجے ہیں۔ وہ تحریر مبارک باصلہ ارسال خدمت کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کے واسطے موجب تشفی ہو۔ دنیا کے ابتلاء مومن پر آتے ہیں۔ مبارک ہے وہ جو ثابت قدمی کے ساتھ وفاداری میں قدم آگے بڑھائے۔ آپ خدا سے دعا میں مصروف رہیں۔ اپنے اندر بدیوں کو تلاش کر کے باہر پھینکیں۔ انسان جب ایک گھر میں رہنے کا عادی ہوتا ہے۔ اسے کوئی چیز بُری معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن جب جھاڑو لیکر صفائی پر کمربستہ ہوتا ہے۔ تو بہت سی ناپاک چیزیں باہر نکال کر پھینکتا ہے۔ گو تھوڑی دیر کے واسطے گرد و غبار اسکو دکھ دیتے ہیں۔ لیکن جب تک اندر کی صفائی نہ ہو۔ معزز مہمان کے داخلے کے لائق کوئی گھر بن نہیں سکتا۔ والسلام۔

خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ

نوٹ:۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے الفاظ جن کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ حسب ذیل ہیں:۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ تین روپے پہنچ گئے۔ رسید سے اطلاع دیں اور نیز لکھ دیں کہ انشاء اللہ دعا کروں گا۔ مرزا غلام احمد عفی"

۲۶ مئی ۱۹۴۳ء کو یاد رکھیں

الحکم کا ہمیشہ سے یہ دستور العمل رہا ہے۔ کہ وہ ۲۶ مئی کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم وصال ہے۔ ایک خاص نمبر جو حضور کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو لئے ہوئے ہوتا ہے۔ شائع کیا کرتا ہے۔ اس سال بھی عزم ہے۔ کہ ایک خاص نمبر ۲۶ مئی کو شائع کیا جائے چونکہ ہر نمبر صرف چار صفحوں کا ہوتا ہے۔ اسلئے ایک نمبر جو ۸ صفحوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ۲ نمبروں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ چونکہ سیرت مسیح موعود نمبر کے لئے ۸ صفحے کافی نہ ہونگے۔ اسلئے یہ نمبر ۴ نمبروں کا مجموعہ ہوگا۔ اور اس طرح سولہ صفحات پر مشتمل ہوگا۔ گویا کہ ماہ مئی میں ایک ہی نمبر شائع ہوگا۔ اور وہ سولہ صفحوں پر مشتمل ہوگا۔ اور چار نمبروں کا مجموعہ ہوگا۔ احباب نوٹ فرما لیں۔ (محمود احمد عرفانی)

حقائق و معارف

(مرتبہ حضرت عرفانی کبیر صاحب)

چونکہ قومی اتحاد ہی تمام ترقیوں کی جڑ ہے۔ اور نبی کی وفات کے بعد نفس پرست لوگ اس اتحاد کو توڑنے کی راہیں پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے قومی عمارت کو ان خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک گر تعلیم فرمایا۔

فاستقم کما امرت ومن تاب معک ولا تطغوا انہ بما تعملون بصیر۔

جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے تو صحیح اور سچے راستہ پر قائم رہو اور (اس بات کو بھی مدنظر رکھو) وہ لوگ بھی جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے۔ (مستقیم رہیں) اور تم لوگ کبھی ظلم کے مرتکب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

قومی اتحاد اور ذمہ واریوں کی تعلیم یہ آیت نہایت اہم ہے۔ لفظ نہایت کم لیکن معنے نہایت وسیع۔ اور اس آیت میں بہت بڑی ذمہ واری انسان پر رکھی گئی ہے۔ کیفیت اور کمیت دونوں کے لحاظ سے کیفیت کما امرت سے ظاہر ہے۔ جس طرح ہم نے حکم دیا ہے۔ اور کمیت کے لحاظ سے فرمایا۔ فاستقم ہمیشہ قائم رہو۔ فاستقم میں دوام کا لفظ نہیں۔ بلکہ لزوم ہے۔ استقامت کی اضافت جب انسان کی طرف ہو۔ تو اس وقت صحیح اور سیدھے راستہ پر ہمیشہ قائم رہنا مراد ہوتی ہے۔ وقفہ نہیں ہوتا۔

یہ ذمہ واری نہایت اہم ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ صراط مستقیم پر رہتے ہوئے بھی انسان غلطی کر سکتا ہے۔ اگر وہ استقامت کما امرت کے ماتحت نہ ہو۔ ایسی حالت میں مستقیم تو ہو سکتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے منشاء کو پورا کرنے والا نہ ہوگا۔ مثلاً ایک وقت ہے مباحثہ کرنے کا اور دشمن کے مقابلہ کا اور یہ نماز پڑھنے میں مصروف ہو جائے۔ تو اس میں شک نہیں نماز پڑھنا ایک اچھا فعل ہوگا۔ اور وہ نماز پڑھنے والا مستقیم بھی ہوگا۔ لیکن یہ کما امرت کے ماتحت نہ ہوگا۔

اعلیٰ کامیابی کا گر اور حقیقت تصوف فرمایا اعلیٰ کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ کہ صراط مستقیم پر چلتے ہوئے بھی انسان احتیاط سے کام لے۔ اور باریک در باریک نیکیوں کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ کہ اپنے اعمال میں خدا کے منشاء کے موافق زندگی بسر کرے۔ اور اسی پر تمام ترقیوں کا انحصار ہے۔

ومن تاب معک کہہ کر عام کر دیا ہے۔ اور اب یہ خالص رسول اللہ کے لئے نہیں رہی۔ اگر خاص ہوتی۔ تو امن بلک ہوتا۔

ہر مسلم کی ذمہ داری تاب معک کے لفظ میں ہر مسلمان مخاطب ہو گیا۔ جب تک کوئی ایک مسلمان بھی باقی ہوگا۔ تو وہ تاب معک میں آئے گا۔ اور ہر مومن کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف اپنی بلکہ دوسروں کی خبر رکھے۔ اور یہ دیکھے کہ وہ بھی استقم کما امرت کے پابند ہیں۔

دیکھو یہ کس قدر ذمہ داری ہے۔ کچھ شک نہیں۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ مگر اس کے بغیر قومی ترقی بھی ناممکن ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ استقامت حاصل کرے۔ اور اس درجہ کی استقامت جو خدا تعالیٰ کی کتاب نے بیان کیا ہے۔ اور نہ صرف خود بلکہ ہر مسلمان کو اسی درجہ پر لائے۔

نظام قومی کی ضرورت ومن تاب معک میں جو ذمہ واری ہے۔ وہ پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ نظام نہ ہو۔ جو ارد گرد کے مسلمان ہوں۔ انکی خبر تو انسان رکھ سکتا ہے۔ مگر جو دور دور کے ہیں۔ ان کے لئے کیا کرے؟ ان کی نگرانی نظام سے ہی ہو سکتی ہے۔ ہر ایک مسلمان اس نظام کا ایک جزو ہو۔ اور اس نظام کی لسانی۔ مالی۔ جانی۔ علمی مدد کرے۔ اور نظام سب علاقوں اور ملکوں کی خبر رکھے۔ صرف اور صرف اسی طرح پر ایک مسلمان کی ذمہ واری پوری ہو سکتی ہے۔

غرض

اس آیت میں اتنا عظیم الشان مضمون ہے۔ کہ سارے نظام اسلامی پر مشتمل ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس اہمیت کو سمجھا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ! آپ کو کس نے بوڑھا کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہود اور اسکے مضمون والی سورتوں نے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے۔ کہ رویا میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ دریافت کیا گیا۔ کہ انبیاء کے قصص اور ان کی امتوں کے ہلاک ہونے نے فرمایا نہیں۔

فاستقم کما امرت

نے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ یوم جمعہ میں سورہ ہود پڑھا کرو۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظام جماعت سے تعلق رکھتی ہے۔

یا للعجب!

وہ امر جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسے اولوالعزم اور عظیم الشان انسان کو بڈھا کر دیا۔ ہم اسکی طرف توجہ نہ کریں۔ یاد رکھو۔ اسلام شخصی کامیابی کا قائل نہیں۔ اگر ساری قوم کو ہر رنگ میں نہیں بڑھاتے۔ تو ہم کامیاب نہیں ہوتے۔

قومی ظلم ولا تطغوا میں اشارہ ہے۔ کہ قوم کی خبر نہ لینا ظلم ہے۔ کیونکہ اس غفلت سے بدی عود کر آتی ہے۔ ایک آدمی کا اعلیٰ مقام پر پہنچ جانا دنیا کے لئے چنداں مفید نہیں ہو سکتا۔ پس اسکی طرف سے غفلت کرنا یہ قومی ظلم ہوگا۔ اور اسکی بہت بڑی جوابدہی ہے۔

افسوس باوجود اس تعلیم کے مسلمان نہ صرف دینی علوم میں بلکہ دنیوی علوم میں بھی بے خبر ہیں۔ بنی نوع انسان کی بہبودی کی کوششوں میں کم حصہ لیتے ہیں۔ جبکہ دوسری قوموں کے بہادر ہر شعبہ عسکر میں مصروف ہیں۔ تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

اس قومی ظلم سے بچنے کا ایک ہی طریق ہے۔ کہ تم اس بات پر عملی ایمان رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ ان اعمال ترقی کو دیکھ رہا ہے۔ جس طرح پر وہ انفرادی کوششوں کو دیکھتا ہے۔ مجموعی کوششوں کو بھی دیکھ رہا ہے۔

غرض اس طرح پر خدا تعالیٰ نے نظام اسلامی کی قوت و قیام کی طرف توجہ دلا کر ہر مسلمان کو اس کے فرائض اور ذمہ واریوں سے آگاہ فرمایا۔ اور قومی امراض سے بچنے کے لئے ان ذمہ واریوں کو پورا کرنے کے لئے ایک اصول تعلیم کیا۔

قومی ذمہ واریوں اور اتحاد قومی کی نگہداشت کا پہلا اصول فرمایا ولا ترکنوا الی الذین ظلموا الآیۃ

اور تم لوگوں کی طرف مت جھکو۔ یا ان کی صحبت میں تسلی نہ پاؤ۔ اگر تم ایسا کروگے۔ تو آگ تمہیں چھوئے گی۔ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست نہ ہوگا۔ اور کسی قسم کی مدد تمہیں نہیں دی جائے گی۔

قومی اختلاف اور قومی بدیوں کا آغاز اس طرح پر ہوتا ہے۔ کہ ظالموں کی حمایت کی جاتی ہے۔ یا کم از کم ان کے فعل سے بیزاری نہیں کی جاتی۔ اور انہیں اس سے روکنے میں غفلت برتی جاتی ہے ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کر لی جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ تحفظ قومی کی حس مردہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس میں یہ قاعدہ بتایا ہے۔ کہ ظالم سے تعلق رکھنے والا فرد بھی اسکی سزا میں شریک ہو جاتا ہے اور پہلی آیت سے یہ تعلق ہے۔ کہ اس میں بتایا گیا ہے لا تطغوا سرکشی مت کرو۔ اور قومی ذمہ واری یہ بتائی ہے۔ کہ تم خیال رکھو کہ قوم کا کوئی حصہ بھی ظالم نہ رہے۔ ایسی صورت میں اگر تم خود ظالموں کی طرف جھکو گے۔ تو وہ قومی ذمہ واری کا فرض پورا نہ کر سکو گے۔ اور تم خود ظالموں کے ساتھ شریک ہو کر مستحق سزا ہو جاؤ گے۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ لا تطغوا میں ظلم سے منع کیا گیا ہے مگر خالی ظلم سے بچنا ہی مفید نہیں۔ بلکہ ظالم کا کسی رنگ میں بھی موید ہونا یا ساتھ دینا ظلم ہی ہے۔ اور انسان کو سزا سے نہیں بچا سکتا۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ خود ظلم نہیں کرتے۔ لیکن جب ان سے دوست کرتے ہیں۔ تو وہ ان کے کاموں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ اور ان کو سزا سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ کسی اور غرض کے لئے ظالم کے پاس جانا یا بیٹھنا مستحق سزا نہیں بناتا۔ جبکہ وہ علی الاعلان اس کے ظلم سے بیزاری کا اظہار کرتا ہو۔

دوسرا اصول صرف ذاتی کوششیں اور ظاہری تدابیر اس غرض کے لئے ضروری اور مفید نہیں۔ بلکہ وہ کوششیں اس وقت مثمر بہ ثمرات اور بابرکت ہوتی ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت اس کے ساتھ ہو۔ تائید ربانی اور اسکی نصرت حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہے دعاؤں کی اور ان کا بہترین طریق ذریعہ نماز ہے۔ اس لئے فرمایا۔

واقم الصلوٰۃ طرفی النھار الآیۃ

اور نماز کو قائم کرو۔ اطراف نہار میں اور رات کے ابتدائی اور آخری حصوں میں (اس کا نتیجہ یہ ہوگا) بے شک نیکیاں بدیوں یا دکھوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ (اصول تعلیم) ذکری (یاد دہانی کرنے والی) ہے۔ جو نصیحت حاصل کرنے والے ہوں۔

یہاں نیکی کا گر بتایا ہے۔ کہ اتنی بڑی ذمہ واری سے عہدہ برآ ہونے اور اپنی مساعی اور کوششوں کو بارآور بنانے کا طریق یہ ہے۔ کہ عبادت اور دعا میں مشغول ہو جاؤ۔ تا خدا تعالیٰ تمہارا ولی ہو۔ اور تم اسکی نصرت اور تائید کو حاصل کر سکو۔ یہ عبادت اور دعا کس وقت کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے بتا دیا۔ کہ دن اور رات کی اکثر گھڑیوں کو اس کے لئے مخصوص کرو۔ اور ان میں نمازیں پڑھو۔ نمازیں تمہیں بدیوں سے محفوظ رکھیں گی۔ اور اس طرح پر ملتی اور قومی بدیوں کے دور کرنے میں مدد دے گی۔

تقدیر اور تدبیر کے بدلنے کا گر اقم الصلوٰۃ میں تقدیر کے بدلنے کا اور ان الحسنات یذھبن السیئات میں تدبیر کے بدلنے کا گر بتایا ہے۔

خود نیک نمونہ بنو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ لوگ تمہاری نقل کریں گے۔ اور وہ سب کے سب بدیاں چھوڑ کر نیک ہو جائینگے۔ اور عملاً نیکیوں کے ذریعہ بدیاں دور ہو جائیں گی۔ دوسرا ذریعہ یہ ہے۔ کہ وعظ و نصیحت سے بھی بدیاں دور ہوتی ہیں۔ تیسری بات یہ ہے۔ کہ حسن سلوک سے شرارت مٹتی ہے۔ جب تم نیک معاملہ کرو گے۔ لوگوں کو تم سے محبت ہوگی۔ اور وہ تمہاری اطاعت کریں گے۔

اس طرح پر قومی ترقی ہوگی۔ اور قومی ذمہ واری جو ہر مسلمان پر رکھی گئی ہے۔ پوری ہوگی۔ اس آیت میں دو گر ذاتی ترقی کے بھی بتائے ہیں۔ اول یہ کہ شخصی لحاظ سے نیکی کی عادت ڈالو۔ تو اس کے لحاظ سے بدیاں دور ہوتی جائینگی دوسرے یہ کہ نیکی کے نتیجے میں خدا تعالےٰ پچھلے گناہوں کے بد اثرات سے بچا لیگا۔

تیسرا اصول — یہ پانچ گر قومی اور انفرادی ترقی کے بتا کر پھر ایک اور اصل تعلیم کرتا ہے۔

واصبر فان اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین

صبر کرو۔ اللہ تعالےٰ محسنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ یعنی ان تمام کاموں کے لئے استقلال شرط ہے۔ جب انسان استقلال کے ساتھ ایک کام کرتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اسے ضائع نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین عمل وہ ہے۔ کہ وہ استقلال سے کیا جاوے۔ اس استقلال اور ثبات قدم اور عزم بالجزم (صبر) کا نتیجہ بتایا ہے۔ کہ ان اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین وہ عمل ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔ محسنین جو اپنے ہر فعل میں خدا تعالےٰ کو مدنظر رکھتے ہیں۔

نظام قومی کی ضرورت۔ اس کے تحفظ کے اصول بتا کر اللہ تعالےٰ ان اسباب کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ جو قوموں کے زوال اور ہلاک کا موجب ہوتے ہیں۔ فرمایا۔

فلولا کان من القرون الاٰیۃ

پس کیوں نہ ہوئے ان لوگوں میں سے جو تم سے پہلے گذرے ہیں ایسے فضل والے یا عقل والے کہ وہ زمین میں فساد سے روکتے۔ ہاں تھوڑے ہوئے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا۔

عذاب الٰہی کو دیکھ کر اور قوموں کی تباہی کے مناظر سے انسان کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ انسانی ذہنیت کا ایک منظر دکھاتا ہے۔ کہ باوجودیکہ ایک قوم ہلاک ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے ظلم اور شرارتوں کی وجہ سے ہلاک ہوتی ہے۔ اور ان میں سے اگر کچھ بچ جاتے ہیں۔ تو ان کا فرض تو یہ چاہیئے کہ وہ آئندہ زمین میں کسی قسم کا فساد نہ ہونے دیں۔ مگر عام طور پر باقی رہنے والوں کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ بہت ہی کم لوگ ان میں ایسے ہوتے ہیں۔ جو اس راہ فساد سے بچتے ہیں۔ ورنہ ان کی حالت یہ ہوتی۔

واتبع الذین ظلموا الاٰیۃ

اور ظالم اسی چیز کے پیچھے پڑ گئے۔ جو دولت کی قسم سے ان کو دی گئی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ مجرم بن گئے۔

یعنی باوجودیکہ انہوں نے ایک قوم کی ہلاکت کو دیکھا اور اس کے اسباب کا معاینہ کیا۔ مگر انہوں نے عبرت حاصل نہ کی۔ اور جو مال و دولت وہ ہلاک ہونے والے چھوڑ گئے۔ اسکو جمع کرنے لگے۔ اور جب ان ارضی اور سفلی مقاصد کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تو حق اور صداقت سے دور ہو کر راہ فساد اختیار کر لیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ خدا کی نظر میں مجرم ٹھیرے اور پھر خدا کے عذاب کے مستحق ہو گئے۔ کیونکہ قانون الٰہی یہ ہے۔ کہ

وما کان ربک لیھلک القریٰ بظلم واھلھا مصلحون

اور یہ تو تیرے رب کی شان ہی کے خلاف ہے۔ کہ وہ کسی بستی کو ظلم سے ہلاک کر دے۔ بحالیکہ اہل بستی نیکی کرنے والی قوم ہو۔

عذاب کیوں آتا ہے اور کس طرح بچاؤ ہوتا ہے — اس آیت میں خدا تعالےٰ نے دو قاعدے بتائے ہیں۔ اول یہ کہ عذاب آتا کیوں ہے۔ اور دوم عذاب کے دور کرنے یا اس سے بچے رہنے کا کیا طریق ہے۔ عذاب آنے کا باعث یہ بتایا۔ کہ جب فساد فی الارض ہو۔ تو عذاب الٰہی کا موجب ہو جاتا ہے۔ بغیر فساد کے عذاب نہیں آتا۔ پس جب تم دیکھو کہ فساد فی الارض ہو رہا ہے۔ تو ہوشیار ہو جاؤ۔ کہ عذاب الٰہی آنے والا ہے۔ عذاب الٰہی سے بچنے کا یہ طریق ہے۔ کہ آپس میں صلح کر لو۔ اور فساد کی راہوں کو چھوڑ دو

اصل یہ ہے۔ کہ نظام قومی کی بنیادی اینٹ باہمی اتحاد اور امداد کے اصول پر رکھی گئی ہے۔ دوسروں کے خیال رکھنے کا مسئلہ ایسا واضح تھا اور ہے۔ کہ سب کو اسکی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ سنت اللہ ہے۔ کہ کوئی قوم یک دفعہ نہیں بگڑا کرتی۔ بلکہ آہستہ آہستہ بگڑتی ہے۔ اور اسکی اصلاح اور بچاؤ کے لئے کافی موقعہ ہوتا ہے۔ اور اس بگاڑ کی جڑھ یہ ہوتی ہے۔ کہ ان بدیوں کا جاگ یا خمیر باقی ہوتا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ لوگ آئندہ اس بدی کے بیج کو ہی مٹا دیں۔ مگر طمع اور دوسرے رزائل انہیں اس طرف آنے نہیں دیتے۔ اور اتحاد اور امداد باہمی کے مسلک سے دور پڑ کر پھر ان بدیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور عذاب الٰہی کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جو بار بار اس اصول کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ

تحفظ قومی کے اصول ذہن نشین ہو جائیں

سوال ہو سکتا ہے۔ کہ جب خدا تعالیٰ اتحاد باہمی کو اتنا اہم قرار دیتا ہے۔ اور قومی شیرازہ توڑنے والے مجرم عذاب الٰہی کے مورد ہو جاتے ہیں۔ تو اختلاف ہی کیوں پیدا کیا۔ کیوں سب لوگ متفق اور متحد نہیں ہوتے؟ اس کا جواب دیتا ہے۔

ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ الاٰیۃ

اور اگر تیرا رب چاہتا۔ تو سارے لوگوں کو امۃ واحدہ بنا دیتا۔ وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر جو تیرے رب کے رحم کے نیچے آئیگا۔ وہ اختلاف سے بچ رہے گا۔ اور ہم نے تم کو اسی لئے پیدا کیا ہے۔ اور وہ بات بھی پوری ہو چکی ہے۔ کہ میں انسانوں اور جنوں کو جہنم میں داخل کروں گا۔

اس میں قابل غور یہ امر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اگر وہ چاہتا۔ تو سب کو اتحاد باہمی کی سلک میں منسلک کر لیتا۔ مگر ایسا نہیں ہوتا اور نہیں ہوگا۔ بلکہ اختلاف باقی رہے گا۔

اس میں سر یہ ہے۔ کہ پھر یہ جبری اتحاد ہوگا۔ اور اس کے لئے کسی اجر کی ضرورت نہیں رہے گی۔ انسانی کمالات کا اظہار بھی نہیں ہو سکے گا۔ کہ کس طرح وہ اپنے مخالف جذبات کو دبا کر ان پر قابو پاتا ہے۔ الا من رحم ربک میں رحم اور ربک کے دو لفظ بہت ہی قابل غور ہیں۔ رحیمیت کا مطالبہ ہے۔ کہ انسان خود قدم اٹھائے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے اجر اور انعام کا فیض جاری کرے۔ اور ربوبیت تکمیل کو چاہتی ہے۔ گویا ان دو الفاظ میں یہ نکتہ معرفت بتا دیا۔ کہ انسانی کمالات کا ظہور انسانی مساعی اور عمل کو چاہتا ہے۔ اگر جبری اتحاد ہوتا۔ تو عملی قوتیں بے کار ہو جاتی تھیں۔ اور انسان کی فطرت اور بناوٹ اسے دعوت عمل دیتی ہے۔ پس جس قدر انسان نیکی میں ترقی کرے گا۔ خدا کے رحم کو جذب کرے گا۔

تمت کلمۃ ربک کی حقیقت — یہاں فرمایا ہے۔ کہ جن اور انسانوں سے جہنم کو بھر دیا جاویگا

تاکہ خدا کی بات پوری ہو۔ وہ بات کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے سورہ اعراف میں ابلیس کا واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ اس نے آدم کی اطاعت سے انکار کیا۔ اور انا خیر منہ کا بڑا بول بولا۔ آدم کے اس مقابلہ میں وہ مردود ہوا۔ اور اس نے مہلت مانگی۔ اس کو مہلت ملی۔ اور اس نے خدا کے بندوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے نعرہ لگانے کا ادعا کیا۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔

قال اخرج منھا مذءومًا مدحورًا لمن تبعک منھم لاملئن جھنم منکم اجمعین۔

فرمایا۔ تو یہاں سے راندہ درگاہ ہو کر نکل جا۔ جو لوگ تیری اتباع کریں گے۔ میں ان سب کو جہنم میں ڈالوں گا۔ پس یہاں اسی وعدہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے شیطانی ارادوں اور تحریکوں کی اتباع کی۔ اور خدا تعالےٰ کے نبیوں کی راہ کو چھوڑا۔ وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ قبل اس کے کہ خدا تعالےٰ کے رحم اور فضل کے وارث ہوں۔

سوال ہو سکتا ہے۔ کہ جب خدا تعالےٰ نے انسان کو رحم کے لئے پیدا کیا ہے۔ تو دوزخ میں کیوں جائیں گے؟ خدا تعالےٰ نے جواب دیا ہے۔ کہ جو متبعین شیطان ہوں گے۔ ان کا تعلق براہ راست نہ ہوگا۔ بلکہ جنہوں نے اس ناری وجود سے تعلق پیدا کیا ہے۔ پہلے انہیں اس ناری وجود میں داخل کیا جائے گا۔ تاکہ انہیں جنت میں داخل ہونے کی قدر معلوم ہو۔ اور وہ اس کے قابل ہو سکیں۔

دوسری وجہ یہ ہے۔ فرمایا ہے الا من رحم ربک یہاں بتایا کہ سب کی بخشش ہوگی۔ اور جب جہنم میں داخل ہونے کا سوال ہوا۔ تو فرمایا یہ وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ گویا یہ ارشاد اس کے بعد کا ہے۔ جب کہ وہ جہنم میں رہ کر اس سے نکل چکے ہوں گے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامیابی اور آپ کے منکروں کی ناکامی کی پیشگوئی — قرآن مجید میں انبیاء سابقین کے واقعات کا تذکرہ دراصل حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے پیش آنے والے واقعات ہیں۔ اسلیئے کہ آپ تمام نبیوں کے بروز اور مظہر اتم تھے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے منکروں اور متبعین کے درمیان ایک حد فاصل اور امتیاز قائم کرنا مقصود ہے۔ ان واقعات کے بیان کرنے کے بعد اس امر کو جواب تک کا رنگ رکھتا ہے صراحۃً بلا تاویل پیش کیا ہے۔

وکلا نقص علیک من انباء الرسل الاٰیۃ

اور ہم رسولوں کے واقعات اور خبروں میں سے ہر ایک چیز کو تجھ پر بیان کرتے ہیں۔ (مقصد یہ ہے کہ) ان کے ذریعہ تیرے دل کو مضبوط کرتے ہیں۔ ان اخبار یا اس سورۃ میں تیرے پاس تین چیزیں آئی ہیں۔ الحق موعظۃ۔ اور ذکریٰ للمؤمنین۔

اولاً انبیاء سابقین کے واقعات اور اخبار کی علت بتائی۔ کہ اس سے مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تثبیت قلب ہے۔ اس کے دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تجھے معلوم ہو جاوے۔ کہ تیری امت کے ساتھ کیا کیا ہوگا۔ کیونکہ تو بروز انبیاء ہے۔ دوسرے اپنی امت کے متعلق تجھے صدمہ نہ ہو۔ خلاصہ ان واقعات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے منکرین اور مخالفین کو بتایا ہے کہ جو انجام مجھ سے پہلے نبیوں کے مکذبین اور منکرین کا ہوا ہے۔ وہی تمہارا ہوگا۔ میں کامیاب ہوں گا۔ اور تم ناکام و نامراد ہو گے۔ اور آخر میں صاف صاف تحدی کر دی۔

وقل للذین لا یؤمنون الاٰیۃ۔

اور ان لوگوں کو جو تیرے منکر ہیں۔ اور ایمان نہیں لاتے کہدو۔ کہ تم اپنی اپنی جگہ کام کرو۔ (یعنی میری مخالفت میں جو تجویزیں اور منصوبے چاہتے ہو کرو) میں اپنے درجہ کے موافق کام کرتا جاؤں گا۔ اور تم بھی خدا کے فیصلہ کا انتظار کرو۔ اور میں بھی خدائی فیصلہ کا منتظر ہوں۔

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۶۴۸۸ع ۔ میں محمد بشیر باجوہ ولد چودھری نذیر محمد صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۳۳ جنوبی ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ کیونکہ والد بزرگوارم زندہ موجود ہیں۔ ہاں البتہ میرے بھائی چودھری ظہور احمد صاحب باجوہ نئی دہلی کی طرف سے مبلغ پانچ روپیہ بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز اگر میری وفات پر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی آمد کی کمی و بیشی کی اطلاع انشاء اللہ العزیز دفتر میں دیتا رہوں گا۔ العبد محمد بشیر باجوہ بقلم خود متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان دار الامان۔ گواہ شد احقر شریف احمد امینی مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان گواہ شد عبد الرحمٰن جنرل پریذیڈنٹ ۲۷/۲/۴۳۔

۶۴۸۷ع ۔ میں حبیب فاطمہ زوجہ عبد السلام قوم راجپوت پیشہ زمیندارہ عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت خلافت ثانی ساکن بگول ڈاکخانہ گھوڑیواہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۱/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت مہر مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اور زیور طلائی پونا تولہ مبلغ -/۶۰ روپے کا ہے۔ اس کے سوا میری اور کوئی جائیداد نہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کے طور پر صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اور میرا مہر ابھی تک میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ العبدہ۔ مسماۃ حبیب فاطمہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد عبد السلام بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد عبد العزیز مبلغ بگول۔

۶۴۸۶ع ۔ میں مسمی غلام محمد ولد مہر قطب الدین صاحب قوم ارائیں احمدی پیشہ معماری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الامان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت موجودہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ بوجہ اس کے کہ میرے والد بزرگوار مہر قطب الدین صاحب زندہ موجود ہیں۔ اور میرا کام معماری ہے۔ جو کہ آمدن تو آج کل ڈیڑھ روپیہ یومیہ ہے۔ مگر چونکہ ہمیشہ کام برابر نہیں ملتا۔ اور بے کار رہنا پڑتا ہے۔ بدیں وجہ آمدن کی اوسط پندرہ روپیہ ماہوار میں مقرر کرتا ہوں۔ تازیست ۱/۱۰ حصہ اپنی آمد کا داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ علاوہ ازیں میری وفات پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد غلام محمد پسر مہر قطب الدین (احمدی حلقہ مسجد فضل) قادیان۔ گواہ شد خاکسار حکیم عبد الرحیم (سیکرٹری وصایا حلقہ مسجد فضل) قادیان بقلم خود گواہ شد

قطب الدین والد غلام محمد موصی حلقہ مسجد فضل قادیان نشان انگوٹھا گواہ شد جلال الدین قمر مولوی فاضل زعیم حلقہ مسجد فضل قادیان

۶۴۸۵ع ۔ میں عبد الرحمٰن ولد پیر افتخار احمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ نہ منقولہ نہ غیر منقولہ۔ اس وقت میں صدر انجمن احمدیہ کا عارضی کارکن بمشاہرہ بیس روپیہ ماہوار کا ملازم ہوں۔ اگر میرے مرنے پر کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع نظارت بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ العبد عبد الرحمٰن کارکن نظارت علیا صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ گواہ شد سر بلند پنشنر صدر محلہ دار الفتوح گواہ شد رشید احمد ارشد عفی عنہ ہیڈ کلرک صدر انجمن احمدیہ قادیان ۲/۳/۴۳۔

۶۴۸۴ع ۔ میں علی احمد ولد چودھری علی محمد صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ پچیس روپے ہے۔ میں انشاء اللہ اپنی آمد کا ۱/۹ حصہ زر وصیت ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ہوگی۔ اس کے ۱/۹ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ وارث ہوگی۔ العبد۔ علی احمد عفی عنہ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد عبد القادر ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد خاکسار محبوب احمد خالد مہتمم تربیت و اصلاح ۲/۲/۴۳۔

۶۴۸۳ع ۔ میں امام بی بی بیوہ دلاور خاں قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۲۲ء ساکن موضع پھگلانہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد صرف یکصد روپیہ ہے۔ کہ نصف جس کے پچاس روپیہ ہوتے ہیں۔ اس کے ۱/۴ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے سوا میرے پاس اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرے مرنے کے بعد اگر میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہ چند سطور لکھدیں۔ تاکہ سند رہے۔ اور عند الضرورت کام آوے۔ فقط کاتب الحروف احقر محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال۔ الامۃ نشان انگوٹھا دست راست امام بی بی موصیہ۔ گواہ شد خیر دخاں صاحب برادر موصیہ۔ گواہ شد نشان انگوٹھا طالع مند خاں برادر موصیہ۔ گواہ شد بشیر احمد ولد طالع مند خاں۔

۶۴۸۲ع ۔ میں محمد حسین ولد حکیم عزیز الدین صاحب قوم قاضی پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۳ سال تاریخ بیعت یکم جنوری ۱۹۲۱ء ساکن رتو چک ڈاکخانہ چھمال ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۷/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تیئس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد محمد حسین بقلم خود مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد تاج الدین لائلپوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

۶۴۹۱ع ۔ میں خلیل احمد ولد اسماعیل صاحب قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۱۱ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ایک عدد دکان کا سامان قیمتی ایک صد روپیہ راس قریباً بیس روپیہ اور ایک عدد مکان اراضی چھ مرلے قیمتی قریباً تین صد روپیہ کا ہے۔ میری ماہوار آمد قریباً پندرہ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس سے زیادہ جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ آمدنی کی کمی بیشی کی اطلاع کرتا رہوں گا۔ العبد خلیل احمد ولد اسماعیل دوکاندار قادیان گواہ شد خاکسار سر بلند پنشنر صدر محلہ دار الفتوح۔ گواہ شد عبد الرحیم احمدیہ دیانت سوڈا واٹر فیکٹری قادیان ۴/۳/۴۳۔

۶۴۷۴ع ۔ میں عطاء اللہ ولد محمد بخش صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد مبلغ پندرہ روپے اور سوا دو روپے قحط الاؤنس ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد عطاء اللہ کلرک الفضل۔ گواہ شد حکیم اللہ دتا بقلم خود۔ گواہ شد بقلم خود عبد الحق۔

۶۴۷۵ع ۔ میں مسمی سید اعجاز احمد مولوی فاضل ولد مولوی سید محمد عبد الواحد صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن برہمن بڑیہ صوبہ بنگال حال قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم ماہ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ مبلغ ــــ روپے ہے۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا دسواں حصہ دفتر مقبرہ بہشتی قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط والسلام خاکسار سید اعجاز احمد مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ قادیان مورخہ ۱ ماہ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش۔ گواہ شد احقر شریف احمد امینی مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ۱/۲/۴۳ گواہ شد ابو الہاشم خان چودھری ۱/۲/۴۳۔

۶۴۷۶ - میں آمنہ بیگم زوجہ میاں عبدالغنی صاحب قوم بھٹی راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن شاہ پور امرگڑھ ڈاکخانہ وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ و منقولہ نہیں ہے۔ صرف مہر مبلغ -/۱۰۰ روپیہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرا زیور وغیرہ کوئی نہیں ہے۔ اس مہر کا 1/10 حصہ میں اپنی زندگی میں ادا کر دونگی۔ اگر نہ کر سکوں۔ تو اس کا ذمہ وار میرا خاوند ہوگا۔ اگر میرے مرنے پر کوئی میری جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ: نشان انگوٹھا راست موصیہ آمنہ بیگم زوجہ عبدالغنی صاحب۔ گواہ شد محمد یوسف آفندی حقیقی برادر موصیہ۔ گواہ شد عبدالغنی خاوند موصیہ۔

۶۴۷۷ - میں حافظ مبارک احمد ولد مولوی عبدالرحمن صاحب قوم گوندل پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ صرف ملازمت ہے ماہانہ تنخواہ ستر روپے ملتی ہے۔ اس تنخواہ کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد حافظ مبارک احمد معلم جامعہ احمدیہ گواہ شد کظیم الرحمن بقلم خود ۲۳/۲/۴۳ گواہ شد فضل کریم محلہ دارالفتوح ۲۳/۲/۴۳۔

۶۴۷۸ - میں ملک محمد لطیف ولد ملک عبدالرحمن صاحب مرحوم قوم جٹ کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھینی شرقپور حال قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد غیر منقولہ کچھ نہیں ہے۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے۔ جو مبلغ سترہ ۱۷ روپے ماہوار ہے۔ میں اس آمد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ جس قدر جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ والسلام۔ العبد ملک محمد لطیف بقلم خود دارالرحمت قادیان۔ گواہ شد محمد احمد ثاقب دارالرحمت گواہ شد ڈاکٹر محمد بخش وٹرنری بقلم خود ۲۰/۲/۴۳۔

۶۴۷۹ - میں راج بی بی زوجہ مولوی صدرالدین قوم کھوکھر پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۳ء ساکن مونگ ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد صرف حق مہر ہے۔ جو مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اور جو میں نے اپنے خاوند سے نقد وصول پا لیا ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ (۲) اس رقم کا 1/10 حصہ -/۱۰ روپیہ ہے۔ جو میں اپنی زندگی میں ہی نقد داخل کر دونگی۔ اور رسید حاصل کر لونگی۔ (۳) اگر اس کے علاوہ میرے مرنے سے پہلے کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی حقدار بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبدہ۔ نشان انگوٹھا راج بی بی موصیہ از مونگ۔ گواہ شد غلام رسول پنشنر برادر خاوند موصیہ از کوٹلی افغاناں ضلع گجرات ۱۵/۲/۴۳۔ گواہ شد خاکسار صدرالدین خاوند موصیہ از مونگ ضلع گجرات پنجاب۔ ۱۵/۲/۴۳۔

۶۴۸۰ - میں مہر بی بی بیوہ غلام محی الدین خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر نوے سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن موضع پھگلانہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔ نقد یکصد -/۱۰۰ روپیہ ہے۔ کہ جس کے نصف مبلغ پچاس روپیہ ہوتے ہیں۔ میرے پاس جمع ہیں۔ اس کے سوا میرے پاس اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ مذکورہ بالا رقم کے 1/4 حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو۔ تو اس کے بھی 1/4 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہ چند سطور لکھ دیں۔ تا سند رہے۔ اور عند الضرورت کام آوے۔ کاتب الحروف احقر محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال الامۃ:۔ نشان انگوٹھا دست راست مہر بی بی موصیہ۔ گواہ شد نشان انگوٹھا خیرو خاں احمدی پسر موصیہ۔ گواہ شد نشان انگوٹھا فتح علی پسر موصیہ۔

۶۵۶۵ - میں محمد یوسف ولد مولوی فخرالدین صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالامان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت پانچ بھائیوں ایک بہن اور والدہ صاحبہ کے درمیان مشترک ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔ ایک مکان واقعہ محلہ دارالفضل جس کے دو کمرے ایک دالان ایک باورچی خانہ اور دو کمرے بطور بیٹھک ہیں۔ میں اس جائیداد میں سے اپنے حصہ کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ستر روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور کمی بیشی کی اطلاع دفتر کو دیتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک، صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد محمد یوسف حوالدار کلرک۔ L.A.D. Tyne 'B' 16. Cavalry Sialkot

گواہ شد محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان دارالامان ۷/۳/۴۳ گواہ شد امیر احمد کلرک الفضل ۷/۳/۴۳۔ گواہ شد محمد ابراہیم ناصر بی۔ اے۔ بی ٹی محلہ دارالفضل قادیان ۷/۳/۴۳۔

۶۵۶۰ - میں رشیدہ بیگم زوجہ شرافت احمد قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت ایک صد روپیہ حق مہر اور ۱۹ روپے کے کانٹے اور ۵۰ روپے کی بندی اور ۵۰ روپے کی مشین ہے اس کے سوا میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی نئی جائیداد ثابت ہوگی۔ تو اسی حساب سے لینے تیسرے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میرے ورثاء اس تحریر کے پابند ہوں گے۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی یا جتنی رقم ادا کر دوں گی۔ تو وہ مذکورہ بالا رقم سے منہا کر دی جائے گی۔ اور یہ یاد رہے۔ کہ میں نے اپنی جائیداد کے تیسرے حصہ کی وصیت کی ہے۔ فقط۔ العبد رشیدہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد عبدالعزیز مبلغ۔ گواہ شد ظہور حسین محلہ دارالانوار ۲/۳/۴۳

۶۵۶۳ - میں مسماۃ عائشہ بیگم زوجہ سردار بشیر احمد صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرا مہر -/۵۰۰ روپیہ ہے جو مجھے ادا ہو چکا ہے۔ اور زیور طلائی وزنی ۴ تولہ ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر بعد میں اللہ تعالےٰ اور مجھے جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ عنایت فرماوے۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کی بھی صدر انجمن احمدیہ میرے مرنے کے بعد مالک ہوگی۔ العبد بقلم خود عائشہ بیگم۔ گواہ شد عبدالرحمن بی۔ اے (مہر سنگھ) دارالفضل قادیان ۸/۳/۴۳ - گواہ شد برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

۶۵۲۶ میں رضیہ افضال جہاں بنت سید ارتضیٰ علی صاحب قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۱۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لکھنؤ (حال ۱۷ - دریا گنج دہلی) ڈاکخانہ لکھنؤ۔ ضلع لکھنؤ صوبہ یو۔ پی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے مبلغ دس -/۱۰ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو بھی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں نے کوئی حصہ وصیت اپنی زندگی میں ادا کر دیا۔ تو وہ اس میں سے منہا سمجھا جائے گا۔ الامۃ سیدہ رضیہ افضال جہاں گواہ شد سید ارتضیٰ علی والد موصیہ۔ گواہ شد مرزا منیر احمد ۱۹/۲/۴۳

۶۵۳۶ - میں سید غلام محمد شاہ ولد سید طفیل محمد شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوکھووال چک نمبر ۲۷۶ ڈاکخانہ چک نمبر ۲۷۵ ضلع لائل پور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری ماہوار آمد -/۶۵ روپے ہے۔ میں اپنی آمدنی کا دسواں حصہ تاحیات داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی میری جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ آمدنی کی کمی بیشی اور نئی پیدا کردہ جائیداد کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔

العبد:۔ سید غلام محمد شاہ لائس نائک سکاٹ نمبر ۱۹۱۰ کمپنی نمبر ۱ ایس۔ ٹی۔ بی فیروزپور چھاؤنی ۹/۲/۴۳ گواہ شد سید محمد حسین شاہ بقلم خود۔ گواہ شد عطا محمد محرر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

۶۵۲۸ - میں زینب بی بی زوجہ محمد حسین قوم قاضی پیشہ خانہ داری عمر تقریباً ۴۰ سال تاریخ بیعت یکم جنوری ۱۹۲۲ء ساکن رتو چک ڈاکخانہ چھمال ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷-۲-۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ (۱) ایک عدد طلائی کانٹا وزن تقریباً تین ماشہ قیمت موجود مبلغ پندرہ روپے (۲) ایک مکان جس کا رقبہ دس مرلے ہے واقع محلہ دار السعۃ قادیان ہے۔ وہ مجھے میرے خاوند نے حق مہر میں دیا ہے۔ اسکی قیمت اس وقت تقریباً تین صد روپیہ ہے۔ اس مکان پر یکصد دس روپے پہلا قرضہ ہے۔ جسکی ادائیگی اس مذکورہ بالا جائیداد میں سے کی جائیگی۔ باقی مبلغ دو صد پانچ روپے رہ گئے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد نشان انگوٹھا زینب بی بی موصیہ ساکن حال قادیان محلہ دار السعۃ۔ گواہ شد محمد حسین مدرس بقلم خود ۲۷-۲-۴۳۔ گواہ شد عزیز الدین حکیم بقلم خود خسر موصیہ

۶۵۲۶ - میں محمد مولاداد ولد چودھری محمد بخش صاحب قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۳ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/۳۲ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ محمد مولاداد مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان بقلم خود۔ گواہ شد محبوب عالم خالد مہتمم تربیت و اصلاح۔ گواہ شد تاج الدین لائل پوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۱-۳-۴۳

۶۵۲۵ - میں امۃ اللطیف بنت عبد الرحیم صاحب سوڈا واٹر قوم رجراء پیشہ طالب علم عمر ۱۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الفتوح ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۳-۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں اس وقت طالب علم ہوں۔ اور میری ذاتی جائیداد اور نہ ہی ماہوار آمد کا کوئی ذریعہ ہے۔ البتہ میرے والد صاحب مجھے برائے حصول تعلیم پانچ روپیہ ماہوار عنایت فرماتے ہیں۔ میں اسکی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ماہوار آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دیتی رہوں گی۔ والسلام۔ العبدہ امۃ اللطیف بنت عبد الرحیم صاحب سوڈا واٹر فیکٹری قادیان۔ گواہ شد عبد الرحیم ولد فضل محمد صاحب مہاجر قادیان والد موصیہ ۱-۳-۴۳ گواہ شد مرزا اشرف بیگ ولد مرزا افضل بیگ نسیم میڈیکل ہال قادیان۔

۶۵۲۴ - میں بشیرہ صدیقہ بیگم بنت صوفی عطا محمد قوم قریشی پیشہ طالب علم عمر ۱۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ر جنوری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری وفات پر جس قدر میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) جو جو بھی کوئی آمدنی ہوگی۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کر دوں گی۔ اس وقت مبلغ پانچ روپیہ ماہوار جیب خرچ مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے ملتے ہیں۔ ان کا ۱/۱۰ حصہ یعنی ۸ر ماہوار ادا کرتی رہوں گی۔ العبد بشیرہ صدیقہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد بشارت الرحمٰن بقلم خود برادر موصیہ۔ گواہ شد عطا محمد جالندھری بقلم خود والد موصیہ۔

۶۵۲۳ - میں بشریٰ صادقہ بیگم بنت صوفی عطا محمد قوم قریشی پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ر جنوری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) میری جو بھی کوئی آمدنی ہوگی۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کر دوں گی۔ اس وقت مبلغ پانچ روپیہ ماہوار جیب خرچ میرے والد صاحب کی طرف سے ملتے ہیں۔ ان کا ۱/۱۰ یعنی آٹھ آنے ماہوار ادا کرتی رہوں گی۔ العبدہ۔ بشریٰ صادقہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد بشارت الرحمٰن بقلم خود برادر موصیہ۔ گواہ شد عطا محمد جالندھری بقلم خود والد موصیہ

۶۵۱۸ - میں مسماۃ ہاجرہ بی بی بنت چودھری دل احمد صاحب مرحوم قوم جٹ ٹوانہ پیشہ زمینداری عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ساکن موضع ادرحماں ڈاکخانہ بھابڑہ ضلع سرگودھا۔ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱-۲-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد زیورات کنگن طلائی ۱۰ تولے دکا۔ ٹہ طلائی ۲ تولے اور زیورات چاندی سکہ جو کہ مبلغ -/۲۰۰ روپیہ کو میں نے فروخت کر دیئے ہیں۔ زیورات طلائی کی اندازاً قیمت مبلغ پچاس روپیہ فی تولہ کے حساب -/۶۰۰ روپیہ بنتی ہے۔ کل مبلغ -/۸۰۰ روپے کی ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اور کوئی ماہوار آمد بھی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر بعد میں میری کوئی ماہوار آمد ہوگی۔ تو اس کا بھی ۱/۸ حصہ ماہ بماہ ادا کرتی رہوں گی۔ اگر میری وفات کے بعد میری کوئی مزید جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مہر خاوند کے ذمہ مبلغ -/۴۰۰ روپیہ واجب الادا ہے زیورات کی قیمت کا ۱/۸ اور مبلغ یکصد روپیہ نقد اس وقت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرا رہی ہوں۔ چندہ شرط اول و اعلان وصیت مبلغ ۱/۸ اس وقت ادا کرتی ہوں۔ فقط والسلام مورخہ ۳۱-۵-۴۲ العبدہ مسمات ہاجرہ بی بی بنت چودھری دل احمد صاحب مرحوم سکنہ ادرحماں ڈاکخانہ بھابڑہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا بقلم خود۔ گواہ شد میاں خدا بخش صاحب سکرٹری مال انجمن احمدیہ ادرحماں ڈاکخانہ بھابڑہ ضلع سرگودھا بقلم خود۔ گواہ شد محمد حیات پڈھار سکنہ ادرحماں ڈاکخانہ بھابڑہ ضلع سرگودھا۔ بقلم خود۔

۶۵۲۲ - میں عبد العزیز ولد فقیر محمد صاحب قوم بھنگو پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن ٹھیکری والہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ر فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک مکان واقعہ محلہ دار الشکر قادیان جس کا رقبہ ۱۰ مرلہ ہے۔ جس کی اصل لاگت قریباً آٹھ صد روپے ہے۔ (۲) ایک قطعہ زمین برقبہ قریباً ۱۲½ مرلے ہے۔ محلہ دار الانوار قادیان متصل بیت الظفر میں ہے۔ (۳) ایک کنال زمین گلاس فیکٹری کے شرقی کھیت میں سے ہے۔ (۴) ایک کنال زمین محلہ دار الوداد میں واقعہ ہے۔ (۵) قریباً ۱۵ مرلہ اراضی میرے حصہ میں آتی ہے۔ یہ زمین چودھری فتح محمد صاحب سیال سے خرید کردہ ہے۔ اور دار البرکات شرقی میں واقع ہے۔ اور نیچی جگہ ہے۔ مذکورہ بالا جائیداد میں سے جسکی قیمت اندازاً -/۱۶۱۵ روپے ہے۔ ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ۳۳/۱۲/ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اسی قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد۔ عبد العزیز ولد فقیر محمد مدرس ٹی۔ آئی ہائی سکول قادیان گواہ شد تاج الدین لائل پوری قادیان۔ گواہ شد بشیر احمد رئیس مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد محبوب عالم خالد مہتمم تربیت و اصلاح قادیان۔

۶۵۱۷ - میں رضیہ بیگم بنت خان بہادر مولوی غلام محمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دار البرکات ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم ماہ امان ۱۳۲۲ ہش مطابق یکم مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

زیور طلائی وزنی ایک تولہ بمعہ نگ و موتی وغیرہ اندازاً ساٹھ روپیہ۔ نقد چالیس روپیہ کل مبلغ ایک سو روپیہ جس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ رضیہ بیگم۔ گواہ شد غلام محمد خان بہادر والد موصیہ پنشنر قادیان محلہ دار البرکات ۱-۳-۴۳۔ گواہ شد محمد بشیر خاں برادر موصیہ محلہ دار البرکات قادیان۔ گواہ شد خاکسار محمد اکبر عفی اللہ عنہ ریٹائرڈ ایچ۔ وی۔ سی مہاجر قادیان دار الامان محلہ دار الفضل